ہم ان کے سیاسی نظریات سے قطع نظر محترمہ بےنظیر بھٹو کے پسماندگان اور سوگواران سے تعزیت کرتے ہوئے اس حملے کی شدید مذمت کرتے ہیں اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ دہشت گردی جہاں بھی ہو جس نے بھی کیا ہو حقیقی معنوں میں تحقیقات کرا کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے کیونکہ دہشت گردی اور خودکش حملوں کا یہ سلسلہ جاری رہا تو ملک کو دولخت ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

نیز اس اندوہناک واقعے کے بعد ملک عزیز کئی روز تک قومی و نجی املاک کے جلاؤ گھیراؤ اور لوٹ کھسوٹ کا شکار رہا۔ اور اربوں روپے مالیت کا نقصان اٹھانا پڑا۔ اس ناگفتہ بہ صورت حال پر سنجیدہ پاکستانی رنجیدہ اور افسردہ ہیں۔ یہی ہمارا قومی المیہ ہے کہ جب بھی کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہوتا ہے تو متاثرہ گروہ آپے سے باہر ہو کر اس کا انتقام قومی و نجی املاک کو بے پناہ نقصان پہنچا کر لیتے ہیں۔ جس سے اصل مجرموں کا تو کچھ نہیں بگڑتا لیکن اس کا خمیازہ غربت و افلاس سے دوچار عوام ہی کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اور ان کا آڑ لے کر پاکستان میں درآئے ہوئے بے شمار جاسوسوں اور ڈاکوؤں کو اپنی سرگرمیاں دکھانے کا زریں موقع ملتا ہے۔ سنا ہے اب کی بار یہی سب کچھ ہوا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک نمایاں ورکر زمرد خان کے مطابق محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی وصیت نامے میں پارٹی کو وصیت کی تھی کہ ان کی موت واقع ہونے کی صورت میں صبر و حوصلہ سے کام لیں، ملک کے کسی بھی حصے میں توڑ پھوڑ نہ کریں اور استحکام ملک و جمہوریت کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔ ویسے بھی قوم، ملک میں کئی ماہ سے رونما ہونے والے غیر یقینی صورت حال سے رنج و الم سے دوچار تھی اور محترمہ بےنظیر بھٹو کے وحشیانہ قتل نے ملک کے ہر فرد کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، کہ ہمیں کئی عشروں تک پیچھے لانے والی گھناؤنی حرکات کا ارتکاب کیا گیا۔ اس طرح ملک کو کمزور کرنے والی حرکات سے ہم نے کیا کھویا بہت پایا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین!

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ارقام و حقائق

عالم اسلام کی 37% آبادی یعنی 5.4 ملین خط فقر کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ عالم اسلام کی حکومتوں کی مسافت 33 ملین ربع کلومیٹر ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے عالم اسلام کی سب سے بڑا ملک قازقستان۔ پھر سوڈان اور جزائر جبکہ سب سے کم رقبہ والے ممالک جزیرہ مالدیپ، بحرین اور جزر القمر ہیں۔

افریقہ میں 26، ایشیا میں 27 اسلامی ممالک ہیں۔ (بشکریہ ہفت روزہ المجتمع عدد ۱۷۷۳، ۱۳/۱۰/۲۰۰۷)

درس قرآن

تراث رحمانی در فوائد قرآنی

محمد اسحٰق زاہد

قال تعالى: ﴿فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ ۝﴾ (البقرۃ: ٣٦) ''پھر شیطان نے ان دونوں (آدم وحوا) کو پھسلا کر لغزش میں مبتلا کر دیا، پس انہیں اس (نعمت و راحت) سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے۔ اور ہم نے کہا کہ اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اور ایک وقت مقرر تک تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔''

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر

زیر تفسیر آیت مبارکہ میں بھی آدم علیہ السلام کے قصے کا تکملہ ہے جب آدم علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر واضح ہوئی تو انہوں نے تسلیم کر لیا لیکن ابلیس اپنے تکبر اور مخالفت کی وجہ سے کافر ہوا تو آدم اور حوا علیہما السلام کو حکم ہوا کہ تم دونوں جنت میں رہ کر ماسوائے شجر ممنوعہ کے جنت کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ لیکن شیطان جو کہ آدم کی وجہ سے مردود اور ملعون ہوا تھا، اس نے کسی طرح موقع پا کر اور نصیحتیں بتلا کر ان دونوں کو اس ممنوعہ درخت کے کھانے پر آمادہ کر دیا اور ان کی اسی لغزش کی وجہ سے ان کو جنت سے نکال کر زمین پر بسایا اور یہ بھی بتلایا گیا کہ زمین کی رہائش جنت کی طرح بے غل و غش نہ ہوگی۔ بلکہ وہاں آپس میں اختلافات اور دشمنیوں کے ساتھ زندگی عارضی ہوگی جس سے زندگی کا لطف پورا نہ رہے گا۔ (معارف القرآن)

﴿فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا﴾ میں (أزل) ازلال سے مشتق ہے جس کا معنی لغزش اور غلطی کرانا ہے اور (زلل) پاؤں کے پھسلنے کو کہا جاتا ہے۔ باقی دوسرے گناہ پر اطلاق ہونا مجازی معنی ہے۔

حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں (أزلهما: استزلهما) (ذكره البخاري معلقا بصيغة الجزم، كتاب الأنبياء، باب خلق آدم وذريته) اور (شیطان) کی نحوی تحلیل گذر چکی ہے۔ (عنہا) کی ضمیر کے مرجع کے متعلق دو اقوال ہیں:

1۔ (الشجرۃ) ... اقرب المذکور ہے۔ اس وقت (عن) ... سبب ... یعنی اس درخت کے سبب سے شیطان نے آدم و حوا کو لغزش میں مبتلا کر دیا۔

2۔ اس کا مرجع (الجنۃ) ہے اس وقت (عن) حقیقی معنی میں ہوگا۔ (أزلهما) بمعنی (أبعدهما) ... کا معنی بعض نے (نحاهما) کیا ہے ... ان دونوں کو ہٹایا ... (أزلهما) زوال سے مشتق مان کر ... طاعت سے ...

کی طرف پھیرنے کا معنی کردیا ہے۔ امام طبری نے پہلی قراءت کو راجح قرار دیا ہے، کیونکہ (أزال) ہٹانے کے معنی میں کردیں تو (أخرج) جو اس کے بعد مذکور ہے، اس کا ہم معنی ہو جائے گا۔ (ابن عطية، الطبري، القرطبي، معارف القرآن)

○ فأخرجهما مما كانا فيه ○ میں (فاء) حرف عطف (أخرج) اخراج سے فعل ماضی ہے (مما) اصل میں من اور ما ہے (كانا) صیغہ تثنیہ ہے جس سے مراد آدم اور حواء علیہما السلام ہیں۔ یعنی جس عمدہ و پاکیزہ مکان میں نفیس روزی اور بڑی راحت اور نعمت میں وہ دونوں تھے شیطان نے انہیں نکال دیا۔ (ابن كثير، المعرفة) اور یہ نکالنا اگرچہ اللہ کے حکم سے ہوا تھا مگر سبب اس کا شیطان تھا۔ اس لئے نکالنے کی نسبت اس کی طرف کردی گئی۔ (الطبري)

شیطان پہلے جنت سے نکال دیا گیا تھا تو آدم اور حواء کو بہکانے کے لئے جنت میں کیسے پہنچا؟

اس میں مختلف اسرائیلی روایات منقول ہیں:

۱۔ بعض نے کہا کہ جس طرح پہلے ملائکہ کے ساتھ بطور اعزاز داخل ہوتا تھا اس سے روک دیا گیا تھا باقی آدم اور حواء کے امتحان اور وسوسہ کے لئے نہیں روکا تھا۔

۲۔ بعض نے کہا کہ دروازے پر کھڑا ہو کر اس نے دونوں کو آواز دی۔

۳۔ بعض نے کہا اس نے کسی جانور کا روپ دھارا اور جنت کے خازن اس کو پہچان نہ سکے۔

۴۔ بعض نے کہا کہ سانپ کے منہ میں داخل ہو کر جنت میں گیا۔

۵۔ بعض نے کہا یہ بیان صرف وسوسہ ڈالتا تھا۔ ([illegible]) اور بعض روایات میں ہے کہ حواء نے پہلے شیطانی بہکاوے میں آکر شجر ممنوعہ سے کھایا پھر آدم نے کھایا۔ اس لئے بعض کہتے ہیں کہ حمل، ولادت کی تکلیف اور ماہواری ان کی اسی غلطی کی [illegible]۔ شیطان کا آدم اور حواء کو بہکانا سورۃ الأعراف میں قدرے تفصیل سے مذکور ہے جس میں اللہ نے وسوسہ کا ذکر فرمایا۔ پھر مزید فرمایا (وقال ما نهاكما ربكما عن هذه الشجرة) (وقاسمهما إني لكما لمن الناصحين) ان آیات کی روشنی میں حضرت ابن عباس، ابن مسعود اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ بہکاوا آمنے سامنے جا کر واقع ہوا تھا، کیونکہ قسم کھانا اور ان کو باغ دکھا کر (ما نهاكما عن هذه الشجرة) کہنے میں بالمشافہ کے علاوہ کسی معنی کا احتمال نہیں ہے۔ باقی اس کی تفصیلی کیفیات کے بارے میں اسرائیلی روایات ہیں۔ والله أعلم بالصواب

امام قرطبی نے ان روایات میں سے شیطان کا سانپ کے منہ میں گھس کر جنت میں داخل ہونے کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے سانپ کے قتل کرنے میں جو روایات مروی ہیں ان میں مختلف مسائل کا ذکر کرتے ہوئے اس بارے میں تفصیلی بحث کی

ہے۔ ایک مسئلے میں انہوں نے لکھا ہے کہ سانپ کے قتل کی وجہ آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوانے میں سانپ کا ابلیس کی مدد تھی اور دوسری وجہ انسان کو اس کی طرف سے نقصان پہنچانے کا خطرہ بھی ہے۔ (القرطبی)

﴿وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو﴾ (وقلنا) میں فاعل اللہ تعالی ہے۔ امام راغب کہتے ہیں: (هبوط) بے اختیاری کی حالت میں نیچے آنے کو کہا جاتا ہے۔ (الفرقان عن مفردات القرآن) لیکن امام قرطبی نے مطلق نیچے اترنے کا معنی کیا ہے۔ (القرطبی)

(اهبطوا) جمع مخاطب امر کا صیغہ ہے اور اس کا مخاطب کون ہے؟ اس میں مختلف آثار سلف سے مروی ہیں:

۱۔ آدم مع اولاد اور ابلیس مع اولاد ۲۔ آدم وحواء، ابلیس اور سانپ ۳۔ آدم، حواء اور ابلیس یہ اس وقت ہوگا جب یہ تسلیم کیا جائے کہ ابلیس جنت میں آدم کو وسوسہ ڈالنے کے لئے پہنچ گیا تھا، یا ابلیس کو آسمان سے اترنے کے لئے کہا گیا ۴۔ آدم اور حواء کیونکہ قرآن کی دوسری جگہ تثنیہ کا صیغہ (اهبطا) استعمال ہوا ہے۔ لیکن اس کا جواب دوسروں نے یہ دیا ہے کہ اس تثنیہ سے مراد بھی آدم اور ابلیس ہے۔ اور حواء آدم کی تابع ہے اور صرف آدم اور حواء مراد لیا جائے تو (بعضكم لبعض عدو) کے معنی میں اشکال پیدا ہوتا ہے۔ شیخ ابن العثیمین نے صرف تیسرا قول ذکر کیا ہے اور سانپ والے قول کو ابن القیم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (بدائع التفسیر، البیضاوی، الطبری)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ نے حضرت آدم کو ہندوستان اور حواء کو جدہ میں اتارا۔ اسی لئے ارض ہند میں نزول کی وجہ سے وہاں زیادہ خوشبو پائی جاتی ہے۔ نزول کے بعد دونوں ایک دوسرے کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ جمع (مزدلفہ) پر دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اور بعض روایات میں آدم صفا اور حواء مروہ پر اور بعض میں ابلیس کو بصرہ کے قریب دستمیسان اور سانپ کو اصبهان میں اتارا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہاں سانپ کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اور حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ آدم جنت میں عصر سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک رہا تھا۔ حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ (ابن کثیر، الشوکانی، القرطبی)

﴿بعضكم لبعض عدو﴾ جملہ حالیہ کی وجہ سے محلا منصوب ہے اور (عدو) دوست کا ضد دشمن کو کہا جاتا ہے اور یہ (عدوان) سے یا عرب کے قول (لا يعدوك هذا الأمر) یعنی (یہ کام آپ سے تجاوز نہ ہونے دینا) سے مشتق ہے، کیونکہ دشمن اپنے حریف کو نقصان پہنچانے میں حد سے تجاوز کرتا ہے۔ (عدو) کا لفظ مفرد ہے اس میں دو توجیہات بیان ہوئی ہیں:

۱۔ اس کا مبتدا (بعض) ہے اور بعض اور کل کی خبر مفرد اور جمع دونوں طرح آتی ہے۔

۲۔ جمع کی جگہ اس کا مفرد بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے (هم العدو) (القرطبی، ابن عطیة) اور